سلسلہ مطبوعات مجلس مصنفین علی گڑھ
نمبر ۸

درس معرفت

(نظم)

از
رفیع علی صاحب انوری کیفی فریدآبادی ایم۔ اے

مطبوعہ
نظامی پریس بدایوں

قیمت چار آنے

درسِ معرفت

(از مولوی سید رفیع علی انوری کیفی فرید آبادی ایم اے)

اے سرورِ سرخوشی واے نشاطِ بیخودی
واقفِ رازِ حقیقت کاشفِ سرِّ خفی
تلخ کامِ جستجو پہ منکشف اسرار کر
کیفِ وجدانی سے ظاہر مقصدِ افکار کر

دل کی آنکھوں سے دکھا اس کو مقامِ آگہی
منتظر کانوں کو اس کے دے پیامِ زندگی
ہاں الٹ دے اب نقابِ حُسنِ معنی سربسر
توڑ دے یہ رنگ و بو کا سب طلسمِ کرّ و فر

دانش و حکمت کے سلجھا دے معمے کھول کر
مجمعِ عقل و خرد کے کر دے موتی رول کر!
ہاں اٹھا دے اپنے کشفِ باطنی سے سب حجاب
مردِ ظاہر بین و استدلال کو کر لاجواب

خضرِ راہ رہ نوردِ جادۂ حق بن شتاب
کر دے آئینِ تلاشِ حق میں پیدا انقلاب
یعنی سمجھا وجد میں لا کر رموزِ زندگی
اور عطا کر صاحبِ دل کو سرورِ آگہی

طالبِ حق کو تو سمجھا دے فریبِ عقل و ہوش
موجزن حسنِ طلب کا دل میں کر جوش و خروش
منظرِ حق کے لئے یہ چشمِ ظاہر تنگ ہے

یہ وہ جا ہے عقلِ انسانی جہاں پر دنگ ہے

وسعتِ دل چاہئے پہنائی حق کے لئے
گوشۂ دل درکار ہے تنہائی حق کے لئے
اقتضائے علم کامل مسلم اسرار حیات
کوشش تحقیق حق گویا احصائے کائنات

بے گماں ممکن نہیں اصل حقیقت کا شعور
تا نہ ہو نظارگی میں حسن کا پورا ظہور!
ہاں کرن خورشید کی خورشید ہوتی ہے کہیں
بحرِ بے پایاں کی حامل موج بن سکتی نہیں

جستجوئے جزو سے کُل ہاتھ آ سکتا نہیں
کُل کجا تو جزو کی بھی راہ پا سکتا نہیں
لطفِ بحرِ بیکراں ساحل سے آ سکتا نہیں
کیفِ نغمہ دیدہ سے بربط کے ممکن نہیں

طاقتِ پروازِ فکر و ہوش ہے ساحل ہی تک
کوشش تحقیق کُل ہے جزو کے حاصل ہی تک
فکر عاجز ہے حقیقت کے سمجھنے کیلئے
عقل سے مشکل ہے یہ گتھی سلجھنے کیلئے

جستجوئے حق میں اے نادان پرستارِ خرد
تیرے آلاتِ خرد تیری یہ ساری رد و کد
تجھ کو الجھا دینگے یک سر بحث و استدلال میں
عالمِ معنی کے بدلے عالمِ امثال میں

محض آلاتِ شعورِ عالمِ ظاہر ہیں یہ
عالمِ باطن کے ادراک سے قاصر ہیں یہ
تو یہاں ہو کر خود اک جزوِ تماشائے جہاں
چاہتا ہے تجھ پہ وا ہو جائیں اسرارِ نہاں

ں مکاں میں اور زماں میں حق کو پا سکتا نہیں
تو مکاں سے اور زماں سے دور جا سکتا نہیں

تو کہ خود تجھ تماشا گاہِ حسنِ ناز ہے!
تیری اپنی ہستی ہی اک رازِ اندر راز ہے

لطف نظارہ بہ درونِ جلوہ گاہِ ناز ہے
تو تماشہ گاہ میں خود اک ادا پرداز ہے

معترف ہو جا قصورِ عقل بے فکر و ہوش کا
چشمۂ حسنِ طرب کا عارفِ مدہوش کا

چھوڑ دے اصنامِ باطل کی پرستاری اگر
جلوۂ دیدارِ حق ہو جائے مقصودِ نظر

آدمی کے واسطے لازم ہے حق کی جستجو
دل میں تا ہو شاہدِ حسنِ ازل کی آرزو

یہ زمین و آسماں اک فعلِ لایعنی نہیں
مقصدِ تخلیقِ عالم کچھ نہ کچھ ہے بالیقیں

زندگی و کائنات و فطرت و دہر و جہاں
مظہرِ رازِ حقیقت ہیں بلاشک و گماں۔

بندشِ شیرازۂ عالم میں ہے حق کا وجود
نازشِ حسنِ ازل سے خلق ہی سب ہست و بود

بے حقیقت کشمکش زار بقا ہرگز نہیں
گردشِ دورِ فلک اک شعبدا ہرگز نہیں

سابقہ ہر وقت ہے اس چرخِ نیلی فام سے
سامنا ہر لحظہ ہے اس کہنہ خوں آشام سے

ہے یہاں فرماں روا قانونِ قدرت کا نظام
سخت مشکل ہی یہاں رہنا بشر کو شادکام

در گذر کرتا نہیں ادنے خطاکاری سے یہ

آشنا مطلق نہیں ہے نازبرداری سے؟
ہر عمل ردِّ عمل سے لازم و ملزوم
نظمِ فطرت علت و معلول سے منظوم
ہر قدم پر مرحلے اور مشکلیں درپیش ہیں
کوچۂ راہِ بقا کی منزلیں درپیش ہیں
اک طرف ایام کی یہ معرکہ آرائیاں
پھر نگارِ نفس کی اٹکھیلیاں رعنائیاں
ہر طرف کشمکش انسانِ ناداں کے لئے
درد گویا سخت ہے دشوار درماں کے لئے
عرصۂ گیتی نہیں ہے استراحت گاہِ خواب
ذرہ ذرہ ہے یہاں مصروفِ کارِ انقلاب
علمِ حق سے بے نیازی باعثِ راحت نہیں
سرکشی کی ناتواں انسان میں طاقت نہیں
زندگی دشوار ہے حق کی ہدایت کے بغیر
آدمی ہے بے اماں رب کی حمایت کے بغیر
بہرِ تحقیقِ حقیقت گام زن در رہ بکوش
بشنو از عارف حدیثِ حق مشو پنبہ بگوش
قال را بگذار مردِ حال شو، راحفظ کن !!
پیشِ مردِ کاملے پامال شو، راحفظ کن !!
یعنی پیدا قلب میں کر وہ شرارِ آتشیں
پھونک دے باطل کا یک سر جو حصارِ آہنیں
سوزِ پنہانی سے روشن پھر چراغِ نور کر
اپنی خاکستر سے شرمندہ تو کوہِ طور کر
وارداتِ قلب کو پھر اپنی شمعِ رہ بنا
بے خودیِ وجد میں کر اپنی ہستی کو فنا

گوش بر آواز پھر ہو جا ندائے حق کو سن
محو ہو سرمست ہو دل کی صدائے حق کو سن

ور پھر ہو واقفِ اسرار و اسباب و علل
عارفِ رمزِ حقیقت محرمِ حسنِ ازل

حق خرد کی چیرہ دستی سے کبھی ملتا نہیں
عقل کی حجت پرستی سے کبھی ملتا نہیں

س کی عادت ہے کہ وہ خود رونمائی کیلئے
ڈھونڈ لیتا ہے کوئی دل جلوہ گاہی کیلئے

ملتی ہے صہبائے عرفاں پھر بقدرِ ظرفِ دل
تا نہ فرطِ کیف سے ہو جائے میکش مضمحل

ل سے دل کی رہبری کرتا ہے یہ خود بادہ خوا
دعوت صہبائے حق بیں ہو اگر مصروفِ کار

اہلِ دل ہوتے ہیں اس کے فیض سے پھر بہرہ یاب
علم وجدانی دیا جاتا ہے مذہب کا خطاب

ہرہ اندوزِ حقیقت بانیٔ مذہب ہر ایک
ہوتا ہے حسبِ تقاضائے رضائے رب ہر ایک

ہوتی ہے تکمیلِ حق جب اقتضائے ذوالجلال
بانیٔ اسلام پر ہوتا ہے تابندہ جمال

وری آب و تاب سے ہوتا ہے جب جلوہ کناں
مرسلِ کل کو کرتا ہے وہ شاہِ مرسلاں

رہبرِ حق سرورِ عالم ہوں دنیا میں اگر
جستجوئے حق میں کیوں کوئی پھرے پھر در بدر

کیفیؔ عاصی تو این پندم بگیر و غم مخور
سنتِ مرسل بدل محکم بگیر و غم مخور

(کیفی فریدآبادی)